OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

Al-Qamar, Volume 8, Issue 4 (October-December 2025)

مسلم معاشروں میں معاشی عدل وانصاف کا قیام: سیرتِ طیبہ کی روشنی میں ایک مطالعہ

Establishing Economic Justice and equity in Muslim Societies: A Study in the light of the *Sīrah* of the Prophet

Dr. Qamar Aziz

Visiting Lecturer Islamic Studies, University of Mianwali

Email: qamaraziz.mi@gmail.com

Dr. Hafeez Arshad Hashmi

Lecturer Islamic Studies, Govt. Graduate College Isa khel, Mianwali

Email: hafeez.arshad8066@gmail.com

Dr. Zia Ud Din

Visiting Assistant Professor Islamic Studies, University of Mianwali

Zia8537@gmail.com

Abstract

This research explores the establishment of economic justice and equity in Muslim societies in the light of the Seerah of the Prophet Muhammad ﷺ. Islam, being a natural and comprehensive religion, offers complete guidance for human physical and spiritual needs, including economic matters. The study highlights that Islamic economic thought is rooted in core principles such as Tawheed (monotheism), Khilafah (human stewardship), accountability, and social welfare, which collectively emphasize equitable distribution of wealth and the eradication of exploitation, poverty, and injustice. Qur'anic commands, Prophetic practices, and the economic policies of the early Islamic state—including prohibition of usury, establishment of Zakat, promotion of fair trade, encouragement of lawful earning, and mutual economic support—form the foundation of Islamic economic justice. The Seerah demonstrates a balanced

CC BY

system where wealth is considered a trust from Allah and must circulate broadly rather than concentrate in a few hands. The economic model of Madinah—marked by market regulation, social solidarity, protection of workers' rights, financial transparency, and institutional support mechanisms such as Zakat and Waqf—serves as a timeless framework for equitable development. The study concludes that adopting the Prophetic model of socio-economic justice can enable contemporary Muslim societies to overcome economic inequality, corruption, and poverty, thereby ensuring social harmony and sustainable development based on divine guidance ethical values, and human dignity.

Keywords: Pophetic Seerah; Islamic Economics; Economic Justice; Wealth Distribution; Zakat System; Social Welfare; Anti-Usury (Riba); Khilafah; Economic Equity; Ethical Trade; Islamic Welfare State

تعارف

یہ ارٹیکل مسلم معاشروں میں معاشی عدل و انصاف کے قیام سے متعلق ہے لہذا ابتدا میں معاشیات سے متعلق جان لینا مفید ہو گا۔ معاشیات کا لفظ معاش سے اخذ کردہ ہے جس کا مادہ اشتقاق "عیش" ہے خلیل بن احمد فراہیدی*"کتاب العین" میں "عیش" کے متعلق لکھتے ہیں۔ ترجمہ: "عیش یعنی زندگی اور معیشت سے مراد کھانے پینے کی ہر وہ چیز جو انسان کی زندگی کا سبب ہے اور ہر وہ چیز جو انسان کی زندگی کا سبب ہے اور ہر وہ چیز جس کے ذریعے یا جس میں انسان زندگی گزارتا ہے وہ معاش کہلاتی ہے لہذا زمین مخلوق کے لیے معاش ہے کیونکہ وہ اس میں اپنا روزگار تلاش کرتے ہیں"۔[1] علامہ ابن منظور افریقی*"لسان العرب" میں رقمطراز ہیں کہ "معاش معیشت اور معیش سے مراد ہر وہ چیز ہے جس کے سہارے زندہ رہا جائے اور قیاس کے مطابق معیشت کی جمع معایش ہے"۔[2]

یعنی لغوی طور پر ہر وہ چیز جس پر انسانی زندگی کا گزر بسر ہے وہ معاش کہلاتی ہے خواہ وہ بلاواسطہ انسانی استعمال میں ہو یا بالواسطہ نیز اس کو انسانی حیات کی بقاء کے لیے جیسے بھی استعمال کیا جائے اس پر لغت کے لحاظ سے معاش کا اطلاق کیا جائے گا۔

معاشیات کو انگریزی میں چونکہ ECONOMICS کہا جاتا ہے اور ECONOMICS کی یوں تعریف کی گئی ہے کہ

"Economics deals with a social phenomenal center about the provision for the material needs of an individual and of the organized group"–[3]

ترجمہ: "اکنامکس کا تعلق ایسے سماجی معاملات سے ہے جو کہ ایک فرد اور ایک منظم طبقہ کی مادی ضروریات کو زیر بحث لاتا ہے"۔

ڈاکٹر احمد شرباصی *"علم اقتصاد" کی تعریف یوں کرتے ہیں کہ: "اقتصاد وہ علم ہے جو کہ ثروت، مال، کمائی، ملکیت اور خرچ و اخراجات کو زیر بحث لاتا ہے۔ نیز اس علم میں محصولات، منافعات، خدمات، ذخائر و بچت اور غناء و فقر کے معاملات پر بھی سیر حاصل بحث کی جاتی ہے"۔[4]

عبد المنعم احمد یعربہ *علم اقتصاد کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہی: "علم اقتصاد وہ علم ہے جو انسان کو وہ قوانین سکھاتا ہے جن کے ذریعے دولت اور ثروت کا حصول، گردش دولت، اس کا خرچ وغیرہ سکھایا جاتا ہے اور فن اقتصاد وہ فن ہے جو فرد کی زندگی اور اقوام کی زندگی کو بہتر اور آسان بنانے کے وسائل کو زیر بحث لاتا ہے"۔[5]

جیمز اسٹیورٹ *نے اپنی کتاب میں "An Inquiry into the Principle of Political Economy" میں معیشت کی تعریف کچھ یوں کی ہے

> Economy in general the art of providing for all the wants of family, seeks to secure a certain fund of subsistence for all the inhabitants to obviate every circumstance which may sender it precarious; to provide everything necessary for supplying the wants of the society and to employ the inhabitants.[6]

ترجمہ: "اکانومی ایک ایسا فن ہے جس کے ذریعے کسی خاندان کی تمام ضروریات کی دستیابی ممکن بنائی جاتی ہے، اس کا مقصد تمام زمینی زندگی کا تحفظ، ہر خطرناک صورت حال سے ان کا بچاؤ اور تمام حیاتی انواع کو کام کاج فراہم کرنا شامل ہے"۔

بابائے معاشیات جدید ایڈم سمتھ *کے مطابق معاشیات سائنس کی ایسی شاخ ہے جس کے ذریعے قانون ساز اپنے دو مقاصد پورے کرنے کی کوشش کرتے ہیں

(1) عوام کی آمدنی کا انتظام اور ذرائع روزگار کی فراہمی

(2) ریاست کی مشترکہ دولت کو عوامی خدمات مہیا کرنے کے لیے آمدن کی فراہمی۔[7]

معاشیات کی درج بالا تعریفات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ معاشیات سے مراد ایک ایسا علم دفن ہے جس کا مقصد عوام کی ضروریات زندگی کا سامان بہم پہنچانا ہے اور ان کی مادی ضروریات کی تکمیل کے لیے بھرپور کوشش کرنا ہے۔

اسلامی معاشیات

سعد بن حمدان لحیانی *اسلامی معاشیات کی مختلف تعریفات لکھنے کے بعد رقمطراز ہیں کہ

ترجمہ: "یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اسلامی معاشیات وہ علم ہے جو بقیہ تمام تر علوم سے منفرد ہے لیکن دوسرے علوم اسلامیہ مثلاً علم فقہ، علم عقیدہ، علم تفسیر، علم حدیث وغیرہ سے متصل ہے"۔[8]

قرآن وحدیث میں کسب مال حصول معاش کا حکم:-

قرآن وسنت میں جہاں عبادات کا حکم دیا گیا ہے وہیں یہ بار بار مال کمانے اور روزگار کے حصول پر بھی زور دیا گیا ہے۔ اسلام ہاتھ توڑ کر بیٹھنے مسجد کے کونے میں بیٹھ کر صرف اللہ اللہ کرنے اور لوگوں پر بوجھ بن جانے کو سخت ناپسند کرتا ہے، بارہا عبادات کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ حصول مال کا ذکر کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

"فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللهِ وَ اذْكُرُوا اللهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ"

جب نماز جمعہ ادا کر لو تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔[9]

سورہ جمعہ کی مذکورہ بالا آیت واضح اعلان کرتی نظر آتی ہے کہ جب نماز کی ادائیگی کر چکو تو پھر زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل اور رزق تلاش کرو۔ بجائے اس کے کہ تم مسجد میں ہی بیٹھے رہو اور دوسروں پہ معاشی بوجھ بنے رہو۔ قرآنی حکم کے مطابق نماز کی ادائیگی کے بعد کسب عال کے فرض کی طرف متوجہ ہو جاؤ- اسی طرح ایک اور مقام پر خالق کائنات کا فرمان ہے

"لَيۡسَ عَلَيۡكُمۡ جُنَاحٌ أَن تَبۡتَغُواْ فَضۡلًا مِّن رَّبِّكُمۡۚ فَإِذَآ أَفَضۡتُم مِّنۡ عَرَفَٰتٍ فَٱذۡكُرُواْ ٱللَّهَ عِندَ ٱلۡمَشۡعَرِ ٱلۡحَرَامِۖ وَٱذۡكُرُوهُ كَمَا هَدَىٰكُمۡ وَإِن كُنتُم مِّن قَبۡلِهِۦ لَمِنَ ٱلضَّآلِّينَ"

"اور اگر حج کے ساتھ ساتھ اپنے رب کا فضل بھی تلاش کرتے جاؤ، تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں پھر جب عرفات سے چلو، تو مشعر حرام (مزدلفہ) کے پاس ٹھہر کر اللہ کو یاد کرو اور اُس طرح یاد کرو، جس کی ہدایت اس نے تمہیں دی ہے، ورنہ اس سے پہلے تم لوگ بھٹکے ہوئے تھے"۔[10]

کتنی حیران کن بات یہ ہے کہ رب کائنات کی منشاء یہ ہے کہ اگر کوئی بندہ مومن حج کی نیت سے بھی گیا ہوا ہو اور وہاں بھی وہ عبادات ضروریہ کے بعد اگر حصول رزق حلال کے سعی کرتا ہے اور اس میں مشغول ہوتا ہے تو یہ کوئی معیوب بات نہیں ہے۔ اسی طرح ذرائع نقل وحمل کی تخلیق کا ایک مقصد قرآن کریم میں حصول روزگار وکسب مال حلال بیان کیا گیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے

"وَمَا يَسْتَوِى الْبَحْرٰنِ ۖ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۖ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ-

"اور برابر نہیں دو دریا۔ یہ میٹھا ہے پیاس بجھاتا، پینے میں خوشگوار اور یہ دوسرا کھاری ہے کڑوا، تم ان دونوں میں سے تازہ گوشت کھاتے ہو اور وہ زیوارت نکالتے ہو جنہیں تم پہنتے ہو۔ اور آپ دیکھتے ہیں کہ بڑی بڑی کشتیاں پانی کو چیرنے پھاڑنے والی ان دریاؤں میں ہیں تاکہ تم اس کا فضل ڈھونڈو اور تاکہ تم اس کا شکر کرو"۔[11]

اسی طرح حضرت انس بن مالک* سے ایک روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ

"ہم رسول اللہ کے ساتھ ایک غزوہ میں شامل تھے۔ ہمارے قریب سے ایک تنومند طاقتور نوجوان گزرا جو اپنا مال غنیمت کا حصہ لے کے جارہا تھا تو ہم نے عرض کی کہ اگر اس کی جوانی و توانائی راہ خدا میں صرف ہوتی تو کتنا ہی خوب ہوتا- سرکار عالی وقار نے یہ بات سن کر فرمایا تم لوگ کیا کہہ رہے تھے؟ ہم نے عرض کر دیا۔ نبی دو عالم نے فرمایا اگر وہ والدین میں سے کسی ایک یا دونوں کے لیے تگ و دو کر رہا ہے تو راہ خدا میں شمار کیا جائے گا، اگر وہ کسی کی کفالت کے لیے کوشش کر رہا ہے تو بھی اللہ کے راستے میں ہے اور اگر اپنی ذات کے لیے محنت کر رہا ہے (خود کو سوال سے بچانے یا کسی اور کا محتاج ہونے سے بچانے کے لیے) تو بھی وہ اللہ کے راستے میں ہے-[12]

مذکورہ بالا روایت میں بہت جامعیت اور خوبصورتی سے اسلام کے معاشی نظریہ کو بیان کیا گیا ہے۔ اسلام کے نزدیک کسب مال حلال اور مستحق و غریب لوگوں کی کفالت بھی جہاد میں شامل ہوتی ہے اور ان پر خرچ کرنا بھی راہ خدا میں خرچ کرنا ہے اور یہ تبھی ممکن ہو سکتا ہے جب بندہ اتنا صاحب ثروت ہو کہ اپنی ضروریات پوری کر کے اتنی وسعت رکھتا ہو کہ دوسروں پہ بھی خرچ کر سکے۔ لہذا رزق حلال کی طلب کرنا اور اس میں وقت صرف کرنا عین اسلامی احکام کے مطابق ہے۔

کفالت باہمی

تعلیمات اسلامیہ میں کفالت باہمی کا حکم بہت شد و مد سے بیان کیا گیا ہے۔ اسلام کی نظر میں طاقتور اور مالدار طبقے کا یہ فرض ہے کہ وہ نادار و کمزور طبقہ کو اپنے ساتھ چلائے اور ہر ممکنہ حد تک ان کی بنیادی ضروریات کا خیال رکھے وگرنہ معاشرہ ایک ایسا آتش فشاں بن جائے گا جو کسی بھی وقت پھٹ کر تمام لوگوں کو جرم، تشدد، چوری، ڈاکہ اور دیگر جرائم کے جہنم میں دھکیل دے گا، معاشرے میں رواداری برداشت اور محبت کے فروغ کے لیے سب سے بنیادی بات یہ ہے کہ غریب ولاچار طبقہ کا احساس کیا جائے اور ان کی ضروریات کو ترجیح اول سمجھ کر پورا کرنے کی کوشش کی جائے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

" وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى ۪-وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ۪- وَ اتَّقُوا اللّٰهَؕ-اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ.[13]

اور دیکھو نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو۔ اور گناہ اور ظلم کی باتوں میں کسی کے ساتھ تعاون نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔

کفالت باہمی کے باب میں مذکورہ بالا آیت نص صریح کا درجہ رکھتی ہے،

اسی طرح سورہ بقرہ کے شروع میں کفالت باہمی کا درس قرآن کریم نے کچھ ان الفاظ میں دیا ہے۔"الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ"۔[14] "وہ لوگ جو بغیر دیکھے ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے کچھ (ہماری راہ میں) خرچ کرتے ہیں"۔

یعنی متقین وہ ہیں جو کہ نماز وزکوۃ کی ادائیگی کے بعد معاشی کفالت کو بھی اسی طرح اہمیت دیتے ہیں جس طرح دیگر عبادات مقصودہ کو دیتے ہیں۔ اسی طرح سرکار عالی وقار نے باہمی کفالت پر زور دیا ہے جس کی ایک اہم ترین مثال مواخات مدینہ تھی جس میں مدینہ کے رہائشی باشندوں یعنی انصار نے اپنے مسلمان مہاجر بھائیوں میں سے کمزور افراد کی کفالت کا ذمہ اٹھالیا تھا اور اسے بطریق احسن نبھایا۔ سرکار عالی وقار نے معاشرے کو انتشار اور فساد سے بچانے کے لیے بھی کئی احکام جاری فرمائے اور مختلف مثالوں کے ذریعے صحابہ کرام کے اذہان میں یہ بات کندہ کر دی کہ اگر معاشرتی ہیجان اور فساد فی الارض سے محفوظ رہ کر ایک پر سکون زندگی گزارنی ہے تو معاشرے کے کمزور اور نادار افراد کی کفالت کی اخلاقی ذمہ داری اٹھانی ہو گی۔ سرکار عالی وقار کی درج ذیل حدیث مبارکہ ملاحظہ ہو

قَالَ : سَمِعْتُ عَامِرًا ، يَقُولُ : سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ : مَثَلُ الْقَائِمِ عَلَى حُدُودِ اللَّهِ وَالْوَاقِعِ فِيهَا ، كَمَثَلِ قَوْمٍ اسْتَهَمُوا عَلَى سَفِينَةٍ فَأَصَابَ بَعْضُهُمْ أَعْلَاهَا وَبَعْضُهُمْ أَسْفَلَهَا ، فَكَانَ الَّذِينَ فِي أَسْفَلِهَا إِذَا اسْتَقَوْا مِنَ الْمَاءِ مَرُّوا عَلَى مَنْ فَوْقَهُمْ ، فَقَالُوا : لَوْ أَنَّا خَرَقْنَا فِي نَصِيبِنَا خَرْقًا وَلَمْ نُؤْذِ مَنْ فَوْقَنَا ، فَإِنْ يَتْرُكُوهُمْ وَمَا أَرَادُوا هَلَكُوا جَمِيعًا ، وَإِنْ أَخَذُوا عَلَى أَيْدِيهِمْ نَجَوْا وَنَجَوْا جَمِيعًا۔

"اللہ تعالٰی کی حدود کو قائم کرنے والے اور اس کو توڑنے والے کی مثال اس قوم کی سی ہے جس نے کشتی میں سوار ہونے کے لیے قرعہ ڈالا۔ بعض کے نام اوپر والے حصے میں آئے اور بعض کے نچلے حصے میں۔ جو لوگ نچلے حصے میں تھے انہیں پانی لینے کے لیے اوپر والوں کے پاس جانا پڑتا تھا۔ ان نیچے والوں نے کہا: اگر ہم اپنے حصے میں سوراخ کر لیں تو اوپر والوں کو تکلیف دینے سے بچ جائیں گے۔ اب اگر اوپر والوں نے چھوڑ دیا کہ سوراخ کر لیں تو سارے کے سارے ہلاک ہو جائیں گے اور اگر ان کا ہاتھ پکڑ لیا تو خود بھی نجات پائی اور سب کو بھی بچا لیا۔"[15]

حدیث مذکورہ بالا پر معلوم کرنے سے غور ہوتا ہے کہ اسلام نے جو کفالت باہمی کو اسلامی نظریہ معاش میں شامل کیا ہے وہ صرف اخلاقی ذمہ داری نہیں ہے بلکہ اس سے بڑھ کر معاشرتی اتحاد و یگانگت کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے جس کے بغیر ایک فلاحی اور پر سکون معاشرے کا ڈھانچہ کھڑا ہی نہیں ہو سکتا۔

توحید: معاشی مساوات کی اساس

توحید اسلام کا مرکزی عقیدہ ہے جو اس بات پر ایمان لانے پر زور دیتا ہے کہ اللہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ یہ عقیدہ اسلامی اقدار کی بنیاد ہے جن میں معاشی مساوات اور انصاف بھی شامل ہیں۔ اس اصول کے مطابق دولت اللہ کی طرف سے عطا کردہ امانت ہے اور اس کا استعمال اللہ کی ہدایات کے مطابق ہونا چاہیے۔ قرآنِ کریم فرماتا ہے:

لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِؕ[16]۔

"اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے"

یہ اعلان اس بات کو رد کرتا ہے کہ دولت پر کسی فرد یا گروہ کو مطلق حق حاصل ہے اور یہ واضح کرتا ہے کہ دولت کو معاشرے کے اجتماعی فائدے کے لیے استعمال ہونا چاہیے۔

- **توحید انسانی بالادستی کو ختم کرتی ہے۔**

جب کوئی یہ مانتا ہے کہ صرف اللہ ہی حاکم ہے، تو یہ نسلی، قبائلی یا طبقاتی بالادستی کے کسی بھی تصور کی خود بخود نفی کرتا ہے۔ تمام انسان اللہ کی بندگی میں برابر ہو جاتے ہیں۔

"يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ"۔[17]

اے بنی نوع انسان! ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے... اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔

- **توحید احتساب کو قائم کرتی ہے۔**

ایک خدا پر یقین ہر فرد کو براہ راست اللہ کے سامنے جوابدہ بناتا ہے۔ یہ ظلم، استحصال اور ناانصافی کی حوصلہ شکنی کرتا ہے کیونکہ ہر عمل الٰہی نگرانی میں ہوتا ہے۔

وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ۔[18]

اور اس دن سے ڈرو جب تم اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

- **توحید ظلم اور ناانصافی کو ختم کرتی ہے۔**

پوری اسلامی تاریخ میں توحید کا عقیدہ ایک انقلابی قوت تھی جس نے جابرانہ نظاموں فرعون، ظالم بادشاہوں، بدعنوان اشرافیہ کو چیلنج کیا اور سب کے لیے انصاف کا مطالبہ کیا۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ۔[19]

ہم نے اپنے رسولوں کو واضح دلیلوں کے ساتھ بھیجا تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔

- **توحید اقتصادی انصاف کو فروغ دیتی ہے۔**

زکوٰۃ، صدقہ، سود کی ممانعت، منصفانہ تجارت یہ سب اس تصور سے جنم لیتے ہیں کہ مال اللہ کا ہے اور انسان امانت دار ہیں۔

وَآتُوهُم مِّن مَّالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ۔[20]

اور ان کو اللہ کے مال میں سے دو جو اس نے تمہیں دیا ہے۔

- **توحید غیر منصفانہ اتھارٹی کی اطاعت کو رد کرتی ہے۔**

اسلامی توحید کسی بھی ظالم حکمران یا نظام کی اندھی اطاعت سے انکار کرتی ہے۔ وفاداری اللہ کے انصاف سے ہے، انسان کی بنائی ہوئی ناانصافی سے نہیں۔

فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِينَ۔[21]

پس تم منکروں کی بات نہ مانو۔

توحید محض ایک روحانی تصور نہیں ہے بلکہ یہ ایک منصفانہ سماجی نظام کی بنیاد ہے۔ یہ نسلی، سیاسی، اقتصادی اور نظریاتی تمام بتوں کو ختم کر دیتا ہے۔ یہ مساوات، احتساب اور ہمدردی کا تقاضا کرتا ہے۔ اس طرح اسلامی عالمی نظریہ میں توحید سماجی انصاف کی بنیاد ہے۔

خلافت: انسانی نیابت

خلافت کا تصور یہ بیان کرتا ہے کہ انسان زمین پر اللہ کے نائب ہیں۔ لوگوں اور معاشروں کی ذمہ داری ہے کہ وہ وسائل کا دانشمندی سے انتظام کریں۔ قرآن کہتا ہے:

وَ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓىٕفَ الْاَرْضِ۔[22]

"وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا"۔

یہ تصور انسان کو اللہ اور معاشرے دونوں کے سامنے باقی باتوں کے ساتھ ساتھ اس بات کا بھی جواب دہ بناتا ہے کہ دولت کو نہ تو جمع کر کے رکھا جائے اور نہ ہی ضائع کیا جائے بلکہ اسے سماج کے تمام افراد کی فلاح کے لیے گردش میں لایا جائے۔ اسلامی الہیات میں انسانوں کو زمین پر اللہ کا نائب سمجھا جاتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ انسانوں کو یہ ذمہ داری سونپی گئی ہے کہ وہ خدائی ہدایت کے مطابق زمین پر حکومت کریں۔ یہ کردار تسلط اور غلبہ کا نہیں ہے بلکہ احتساب، ذمہ داری اور انصاف کا ہے۔ اس نائب کی ایک بنیادی جہت معاشی انصاف ہے۔ اسلام انسانوں کو دولت کی مکمل ملکیت نہیں دیتا بلکہ اس تصور کو اجاگر کرتا ہے کہ مال اللہ کا ہے اور انسان اس کے نگہبان ہیں۔ اس طرح، دولت کو ذمہ داری کے ساتھ استعمال کیا جانا چاہیے، اور اسے پورے معاشرے میں بہنا چاہیے تاکہ انصاف، مساوات، اور سب کی بہبود، خاص طور پر پسماندہ اور غریبوں کی مدد کی جا سکے۔ زکوۃ مال کو پاک کرنے اور ضرورت مندوں کی کفالت کے لیے واجب صدقہ، سود کی ممانعت جو کہ دولت کے استحصال اور ارتکاز کو روکتی ہے اور وراثت کے قوانین جو کہ موت کے بعد دولت کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بناتے ہیں وغیرہ، یہ سب اسلامی معاشی عدل کی بنیادی مثالیں ہیں۔ اسلام کا معاشی نظام دولت کی ذخیرہ اندوزی سے خبردار کرتا ہے اور مومنوں کو معاشی جبر سے بچنے کا حکم دیتا ہے۔ مزید برآں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یتیموں، خواتین، مزدوروں اور غریبوں کے حقوق کی وکالت کرتے ہوئے معاشی انصاف کی اعلی ترین مثالیں قائم فرمائی ہیں۔ خلاصہ یہ کہ اسلام میں معاشی انصاف صرف ایک پالیسی معاملہ نہیں ہے بلکہ یہ

ایک خدائی ذمہ داری ہے۔ معاشی معاملات میں ناانصافی کرنا اللہ کی امانت میں خیانت کرنا اور اس کے نائب ہونے کی وجہ سے ہمارے مقصد تخلیق کی خلاف ورزی ہے۔

معاشی عدل وانصاف

اسلام نے عدل و انصاف کو ہر معاملے میں لاگو کرنے کا حکم دیا ہے۔ اسلام کی نظر میں یہ عمل انتہائی معیوب ونامناسب ہے کہ دولت کچھ افراد و اداروں کے پاس جمع ہو جائے بلکہ اسلام کا مطمع نظر تو یہ ہے کہ دولت جمع ہونے کے بجائے گردش میں رہے۔ معاشی عدل و انصاف کا بھی تقاضا یہی ہے کہ مال و دولت اور ذرائع دولت لوگوں کو ان کی ضروریات کے مطابق مہیا ہونے چاہئیں۔ اسی ارتکاز دولت کو قرآن کریم میں مختلف اصطلاحات اور صورتوں میں ذکر کیا گیا ہے، قرآن کریم میں ایک مقام پر ارتکاز دولت کو اکتناز کے ذریعے متعارف کرا کے اس کی مذمت بیان کی گئی ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے کہ

"یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَ الرُّهْبَانِ لَیَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِؕ-وَ الَّذِیْنَ یَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ وَ لَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِۙ- فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ"-23

"اے ایمان والو! بیشک بہت سے پادری اور روحانی درویش باطل طریقے سے لوگوں کا مال کھاجاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور وہ لوگ جو سونا اور چاندی جمع کر رکھتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سناؤ"۔

درج ذیل آیت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم نے جمع مال کی مذمت نہیں کی بلکہ ارتکاز دولت کی ممانعت کی ہے کہ مال کو جمع کر کے اپنے پاس ہی رکھا جائے اور اسے گردش میں نہ لایا جائے۔ معاشی عدل وانصاف کی اہمیت اور ارتکاز دولت کی ممانعت کے متعلق قرآن کریم کی درج ذیل آیت بھی قابل غور ہے۔

"وَیْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ۔ الَّذِیْ جَمَعَ مَالًا وَّ عَدَّدَهٗ-یَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ-[24]"خرابی ہے ہر طعنہ زن، عیب جو کے لیے جو مال جمع کرتا ہے اور اس کا حساب رکھتا ہے۔ یہ شخص سمجھتا ہے کہ اس کا مال ہمیشہ رہے گا"۔

درج بالا آیت بھی اکتناز دولت کی مذمت کی وضاحت کرتی ہے مزید برآں سرکار عالی وقار نے وسائل مال کی منصفانہ تقسیم اور اکتناز زر کی ممانعت پر بہت زور دیا ہے جس کا مقصد یہی ہے کہ معاشرے میں دولت چند افراد کے پاس نہ ہو اور سب لوگوں تک ان کی ضروری اشیاء پہنچ جانی چاہیے۔ سرکار عالی وقار کا فرمان ہے۔

"عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ فِي سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ عَلَى رَاحِلَةٍ لَهُ، قَالَ: فَجَعَلَ يَصْرِفُ بَصَرَهُ يَمِينًا وَشِمَالًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ كَانَ مَعَهُ فَضْلُ ظَهْرٍ، فَلْيَعُدْ بِهِ عَلَى مَنْ لَا ظَهْرَ لَهُ،

وَمَنْ كَانَ لَهُ فَضْلٌ مِنْ زَادٍ، فَلْيَعُدْ بِهِ عَلَى مَنْ لَا زَادَ لَهُ»، قَالَ: فَذَكَرَ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ مَا ذَكَرَ حَتَّى رَأَيْنَا أَنَّهُ لَا حَقَّ لِأَحَدٍ مِنَّا فِي فَضْلٍ۔

"حضرت ابو سعید خدری* رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: ہم نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے، اس اثناء میں ایک آدمی اپنی سواری پر آپ کے پاس آیا، کہا: پھر وہ اپنی نگاہ دائیں بائیں دوڑانے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ عالیہ والہ وسلم نے فرمایا: جس کے پاس ضرورت سے زائد سواری ہو، وہ اس کے ذریعے سے ایسے شخص کے ساتھ نیکی کرے جس کے پاس سواری نہیں ہے اور جس کے پاس زائد از ضرورت زادراہ ہو وہ اس کے ذریعے سے ایسے شخص کی خیر خواہی کرے جس کے پاس زادراہ نہیں ہے۔ کہا: آپ نے مال کی بہت سی اقسام کا ذکر کیا، جس طرح کیا، حتیٰ کہ ہم نے خیال کیا کہ زائد مال پر ہم میں سے کسی کا کوئی حق نہیں ہے۔[25]

عدل اسلام کا اہم اصول ہے جو زندگی کے تمام پہلوؤں میں انصاف کا حکم دیتا ہے خصوصاً معاشی معاملات میں قرآنِ کریم مسلمانوں کو انصاف قائم کرنے کا حکم دیتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَ اِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ[26]

"بے شک، اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اہل کو دو، اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو" یہ حکم دولت کی منصفانہ تقسیم پر بھی لاگو ہوتا ہے تاکہ کسی بھی فرد یا گروہ کا استحصال نہ ہو۔

اسلام میں معاشی انصاف کی مذہبی بنیادیں:۔

اسلامی تعلیمات معاشی عدل وانصاف کو ایک لازمی الٰہی امر قرار دیتی ہیں۔ قرآن انصاف اور سماجی ذمہ داری پر زور دیتا ہے:

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالإِحْسَانِ۔[27]

"بے شک اللہ عدل اور فضیلت کا حکم دیتا ہے۔

اسلام میں انصاف صرف عدالتی نہیں بلکہ معاشی بھی ہے۔ دولت کی منصفانہ تقسیم، مزدوروں کے حقوق، اور استحصال کا خاتمہ معاشی انصاف کے کلیدی اجزاء ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا:

مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا۔[28]

"جو ہمیں دھوکہ دیتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

یہ حدیث تجارت میں ایمانداری پر زور دیتی ہے اور تمام معاشی معاملات کے لیے ایک اخلاقی حد مقرر کرتی ہے۔ اس طرح اسلام میں معاشی سرگرمی کا تعلق ایمان اور آخرت میں جوابدہی سے ہے۔

مدینہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشی حکمت عملی:۔

مدینہ کی طرف ہجرت کے بعد، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی اسلامی ریاست قائم کی اور انصاف پر مبنی کئی معاشی اصلاحات شروع کیں:

- **مفت اور ریگولیٹڈ مارکیٹ:۔** جس نے اجارہ داری اور ذخیرہ اندوزی سے پاک ایک کھلا بازار بنایا۔ فرمایا:

لَا يَحْتَكِرُ إِلَّا خَاطِئٌ۔[29]

صرف ایک گنہگار ہی مال جمع کرتا ہے۔

استحصال کو روکنے اور قیمتوں میں انصاف کو یقینی بنانے کے لیے مارکیٹ کی باقاعدگی سے نگرانی کی جاتی تھی۔

- **سود کا خاتمہ:۔** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود پر صریحاً پابندی لگادی اور اسے استحصالی اور ناانصافی قرار دیا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا۔[30]

"اے ایمان والو! سود مت کھاؤ۔"

اس ممانعت نے ایک غیر استحصالی حقیقی قدر پر مبنی معیشت کے لیے اخلاقی لہجہ قائم کیا۔

- **ادارہ زکوۃ:۔** زکوۃ کا ایک ایسا منظم سماجی بہبود کا نظام بن گیا جس نے دولت کی تقسیم اور ضرورت مندوں کی مدد کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ۔[31]

"ان کے مال سے صدقہ لیں تاکہ ان کو پاک وصاف کردے۔"

اس طریقہ کار نے معاشی نظام کے اندر سماجی انصاف کے لیے ایک شاندار میکانزم تشکیل دیا۔

- **مزدوروں کے حقوق اور منصفانہ اجرت:۔** نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فوری اور منصفانہ معاوضے پر زور دیا:

أَعْطُوا الْأَجِيرَ أَجْرَهُ قَبْلَ أَنْ يَجِفَّ عَرَقُهُ۔[32]

"مزدور کو اس کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرو۔"

مزدور کے وقار کی یہ پہچان ایک ایسے وقت میں انقلابی تھی جب غلامی اور استحصال عام تھا۔

دور حاضر کے مسلم معاشروں کے لیے سیرۃ کی رہنمائی:۔

مسلم معاشروں کو غربت، طبقاتی تفاوت، بدعنوانی اور معاشی انحصار جیسے مسائل کا سامنا ہے۔ سیرہ ان میں جڑے حل پیش کرتی ہے:

- **اخلاقی کاروباری طرز عمل:۔** تمام لین دین میں سچائی، دیانت اور انصاف کو فروغ دینا اور دھوکہ دہی کی ممانعت و مذمت اخلاقی کاروبار طرز عمل کی بنیادیں ہیں:۔

التاجر الصدوق الامين مع النبيين، والصديقين والشهداء۔[33]

"سچا اور امانت دار تاجر (قیامت کے دن) انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔

- **کمزوروں کو بااختیار بنانا:۔** نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عن عبد الله بن عمر ، ان رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال وهو على المنبر، وهو يذكر الصدقة، والتعفف عن المسالة: " اليد العليا خير من اليد السفلى، واليد العليا المنفقة، والسفلى السائلة۔[34]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ آپ منبر پر تھے اور صدقہ اور سوال سے بچنے کا ذکر کر رہے تھے ": اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اور اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا ہے اور نیچے والا مانگنے والا ہے۔

یہ اصول ایک فعال اور متحرک معیشت کو فروغ دیتا ہے جہاں افراد کو ایک دوسرے کا شراکت دار بننے میں مدد ملتی ہے۔

- **حکومتی احتساب:۔** اسلامی ریاست اخلاقی طور پر اس بات کی ذمہ دار ہے کہ وہ انصاف کو یقینی بنائے، ضروری اشیاء فراہم کرے اور دولت کے ارتکاز کو روکے: اسی ضمن میں فرمان باری تعالی ہے کہ

كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنكُمْ۔[35]

تاکہ یہ تم میں سے امیروں میں گردش کرنے والی قسمت نہ بن جائے۔

- **زکوٰۃ: تقسیمِ دولت کا نظام:۔** زکوٰۃ ایک فرض عبادت ہے جو دولت کی از سرِ نو تقسیم اور معاشی ناہمواری کو کم کرنے کے لیے نازل کی گئی ہے۔ قرآن فرماتا ہے:

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا۔[36]

"(اے محمد ﷺ!) ان کے مالوں میں سے صدقہ وصول کر لیں جس کے ذریعے آپ ان کو پاک کریں اور ان کا تزکیہ کریں"۔

زکوٰۃ نہ صرف دولت کو پاک کرتی ہے بلکہ غرباء کی مدد، سماجی ہم آہنگی اور اقتصادی استحکام کا ذریعہ بھی بنتی ہے۔
زکوٰۃ کا بنیادی مقصد دولت کا ارتکاز ختم کر کے اسے معاشرے کے تمام طبقات میں گھمانا ہے تاکہ مساوات پیدا ہو اور غربت کا خاتمہ ممکن ہو۔

- **منصفانہ تجارت کا فروغ:۔**

قرآن فرماتا ہے:

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ۔الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ۔وَ اِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّ زَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ۔[37]

"خرابی ہے ان ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے، جو لوگوں سے لیتے وقت پورا لیتے ہیں، اور جب ان کو دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں"۔

اسلام تجارتی لین دین میں شفافیت، دیانتداری اور باہمی رضامندی پر زور دیتا ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

التاجر الصدوق الامین مع النبیین، والصدیقین والشهداء۔[38]

"سچا اور امانت دار تاجر (قیامت کے دن) انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہو گا۔

معاشرتی تحفظ کا نظام اور ریاست کا کردار

اسلام میں زکوٰۃ کے علاوہ صدقہ اور وقف جیسے ادارے بھی غربت کے خاتمے اور معاشرتی فلاح کے اہم ذرائع ہیں۔ وقف نے تاریخی طور پر تعلیمی اداروں، صحت کی سہولیات اور بنیادی ڈھانچے کی ترقی میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ معاشی انصاف کے اصولوں کو عملی جامہ پہنائے۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ریاستی سطح پر زکوٰۃ کے نظام کو منظم کیا اور بازاروں میں عدل کے قیام کے لیے نگرانی کی۔ معاشی تحفظ کسی بھی معاشرے کے استحکام اور خوشحالی کے لیے ضروری ہے اور ضروری ہے کہ افراد کو بنیادی ضروریات جیسے خوراک، رہائش، صحت کی دیکھ بھال اور روزگار تک رسائی حاصل ہے۔ معاشی تحفظ کے بغیر لوگ غربت، بے روزگاری اور استحصال کے مسلسل خوف میں رہتے ہیں۔ اس سلسلے میں ریاست کا کردار اہم ہو جاتا ہے۔ ریاست ایسی پالیسیاں بنانے کی ذمہ دار ہے جو وسائل کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بنائے، کمزور آبادیوں کی حفاظت کرے، اور سماجی تحفظ کے جال فراہم کرے۔ اسے منڈیوں کو منظم کرنا، اجارہ داریوں کو روکنا اور روزگار پیدا کرنے والی صنعتوں کی حمایت کرنا چاہیے۔ فلاحی پروگراموں، سبسڈیز اور عوامی خدمات کے ذریعے، ریاست غریبوں کی ترقی اور عدم مساوات کو کم کر سکتی ہے۔ اسلامی تعلیمات میں، ریاست کو اپنے شہریوں کی فلاح و بہبود کی ذمہ دار نگہبان (راع) کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ بیت المال (عوامی خزانے)، زکوٰۃ، اور سماجی انصاف کا تصور اس بات پر زور دیتا ہے کہ ریاست کو غربت کے خاتمے اور معاشی انصاف کے قیام کے لیے فعال طور پر کام کرنا چاہیے۔ آج کی دنیا میں، جہاں معاشی تفاوت بڑھ رہا ہے، معاشی تحفظ کو یقینی بنانے میں ریاست کا فعال کردار پہلے سے کہیں زیادہ اہم ہے۔ ایک منصفانہ اور ذمہ دار حکومت معاشرے کو استحکام، ہم آہنگی اور اجتماعی خوشحالی کی طرف لے جا سکتی ہے۔

اسلامی معاشی انصاف کی عصری اہمیت

اسلامی اصول آج کے دور میں بھی غربت، عدم مساوات اور مالی بحران جیسے مسائل کا حل پیش کرتے ہیں۔ اسلامی فنانس، سود سے پاک نظام، اخلاقی سرمایہ کاری اور زکوٰۃ جیسے ذرائع ایک منصفانہ اور پائیدار معاشی ماڈل تشکیل دیتے ہیں۔ اسلامی معاشی انصاف عصر حاضر میں انتہائی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ یہ دولت کی عدم مساوات، استحصالی مالیاتی نظام اور سماجی بدامنی جیسے جدید چیلنجوں کا اخلاقی، مساوی اور پائیدار حل پیش کرتا ہے۔ قرآنی اصولوں اور پیغمبرانہ رہنمائی میں جڑے ہوئے، یہ زکوٰۃ جیسے میکانزم کے ذریعے دولت کی منصفانہ تقسیم کو فروغ دیتا ہے اور سود پر مبنی اور قیاس آرائی پر مبنی لین دین کو روکتا ہے، رسک شیئرنگ اور اخلاقی سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ یہ بنیادی انسانی ضروریات کو یقینی بناتا ہے، کارکنوں کے حقوق کو برقرار رکھتا ہے، صارفیت کی حوصلہ شکنی کرتا ہے، اور ماحولیاتی ذمہ داری کو فروغ دیتا ہے۔ سماجی تناؤ کو کم کرنے اور استحکام پر

بنی مالیاتی متبادل پیش کرنے سے، اسلامی معاشی انصاف آج کے عالمی معاشی بحرانوں سے نمٹنے کے لیے ایک عملی اور اخلاقی فریم ورک کے طور پر ابھرتا ہے۔

خلاصہ بحث

اسلامی تصورِ معاشی انصاف ایک جامع نظام ہے جو دولت کی منصفانہ تقسیم، تجارت میں دیانت، اور معاشرتی فلاح کو یقینی بناتا ہے۔ زکوۃ نہ صرف غربت کا خاتمہ کرتی ہے بلکہ معاشرتی استحکام بھی پیدا کرتی ہے، جبکہ ربا کی ممانعت معاشی استحصال کو روکتی ہے۔ منصفانہ تجارت اور شفافیت کے اصولوں پر عمل کر کے ایک ایسا نظام تشکیل دیا جاسکتا ہے جو عدل، ہمدردی، اور اخلاقی ذمہ داریوں کا آئینہ دار ہو۔ موجودہ عالمی حالات میں اسلامی معاشی اصولوں کو اپنانا نا صرف ایک اخلاقی ضرورت ہے بلکہ ایک عملی حل بھی ہے جو ایک منصفانہ، خوشحال اور پائیدار مستقبل کی راہ ہموار کرتا ہے۔ سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ایک اخلاقی، جامع اور انصاف پر مبنی معاشی ماڈل پیش کرتی ہے جو وقت سے بالاتر ہے۔ حکمرانی، مالیات اور ذاتی اخلاقیات کو سیرت کے اصولوں کے ساتھ ہم آہنگ کرنے سے، مسلم معاشرے ایسے نظام کو فروغ دے سکتے ہیں جن کی جڑیں مادیت پرستی میں نہیں بلکہ وقار، احتساب اور خدائی انصاف میں ہیں۔ بامعنی تبدیلی کو یقینی بنانے کے لیے ان اصولوں کو نہ صرف مساجد اور درسی کتابوں میں بلکہ پالیسیوں، بازاروں، اداروں اور قیادت میں بھی زندہ کرنا ہوگا۔

حواشی وحوالہ جات

*۔ ابوعبدالرحمٰن خلیل ابن احمد الفراہیدی البصری (پیدائش: 718ء—وفات: نومبر 790ء) علمِ عروض کے بانی اور ماہرِ لغت وموسیقی تھے۔

1۔ فراہیدی، خلیل بن احمد، کتاب العین، باب العین، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2003ء)، 3/261۔

*۔ ابن منظور افریقی 1233ء میں پیدا ہوئے۔ پیشہ کے لحاظ سے قاضی تھے۔ فقیہ، مورخ اور کاتب تھے۔

2۔ افریقی، ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، باب الشین المعجمہ، (بیروت: دار صادر، 1997ء)، طبعہ ثالثہ، 6/320۔

3-Edwin R.A.Seligman,AlvinJohnson,Encyclopedia of social sciences(New York:The Macmillan Company,1937),148/11.

*۔ احمد شرباصی (17 نومبر، 1918–14 اگست، 1980)۔ 20ویں صدی میں ایک مصری فقیہ، الازہری عالم اور ماہر لسانیات تھے۔

4۔ شرباصی، دکتور، احمد، المعجم الاقتصادی الاسلامی، (قاہرہ: دار الجیل، طبعہ اولی، 1984ء)، 36۔

*۔ 1947ء میں سعودی عرب میں پیدا ہوئے۔ محقق تھے اور اسلامی فقہ میں تحقیق کی وجہ جانے جاتے ہیں۔

5۔ احمد یعربہ، عبدالمنعم، مبادئ الاقتصاد، (قاہرہ: مکتبہ النھضۃ المصریہ، طبعہ اولی، 1953ء)، 06،05/1۔

*۔ جیمز اسٹیورٹ، (مئی 1908ء تا جولائی 1997ء) امریکی اداکار اور فوجی افسر تھے۔ وہ اپنی مخصوص اداکاری (ایوری مین) اور اپنے مخصوص انگریزی لہجہ (ڈراول) کے لیے مشہور تھے۔

6.James Stauart,A An Inquiry into the Principle of Political Economy ,(printed by M,Dcc,I,xx, Coplestreet, Dublin),2,3/1

*۔ایڈم سمتھ، ایڈم سمتھ ایک برطانوی ماہر معاشیات اور فلسفی تھا۔ 1723ء اسکاٹ لینڈ میں پیدا ہوا۔ آکسفورڈ یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کی۔ گلاسگو یونیورسٹی میں فلسفے کا استاد رہا۔ اس کی وجہ شہرت اس کی کتاب The Wealth of Nations ہے جو پہلی دفعہ 1776ء میں چھپی تھی۔

7-Adam Smith,An Inquiry Into The Nature And Causes Of The Wealth,(printed by M,Dcc,I,xxvi,London),06.

*۔ان کا تعلق سعودی عرب سے ہے۔ اسلامی سکالر، عالم اور محقق ہیں۔ فقہ اور حدیث میں مہارت رکھتے تھے۔

8۔لحیانی، سعد بن حمدان، مبادئ الاقتصاد الاسلامی (قاہرہ: مکتبہ النھضۃ المصریہ، طبعہ اولی، 1953ء)، 11۔

9۔الجمعہ: 62، 10۔

*۔عرفات ایشیا میں موجود ملک سعودی عرب کے شہر مکہ کے قریب ایک میدان ہے جو کہ مسلمانوں کے لیے مقدس تسلیم کیا جاتا ہے۔

10۔البقرہ: 02، 198۔

11۔فاطر: 35، 12۔

*۔انس بن مالک، انس بن مالک صحابی رسول تھے۔ آپ 611ء کو مدینہ میں پیدا ہوئے اور 714ء کو وفات پائی۔ فقہ اور علم حدیث میں مہارت رکھتے تھے۔

12۔ بیہقی، امام، احمد بن حسین، السنن الکبری (ترجمہ از حافظ ثناء اللہ)، باب فضل النفقۃ علی الاھل، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ)، رقم الحدیث 15704۔

13۔المائدہ: 02، 05۔

14۔البقرہ: 02، 03۔

15۔بخاری، الجامع الصحیح (مترجم)، کتاب الشرکہ، باب ھل یقرع فی القسمۃ والاستھام فیہ، رقم الحدیث 2493۔

16 ۔البقرہ: 02/284۔

17 ۔الحجرات: 49/13۔

18 ۔البقرۃ: 02/281۔

19 ۔الحدید: 57/25۔

20 ۔النور: 24/33۔

21۔القلم: 68/08۔

22 ۔الانعام: 06/165۔

23۔التوبہ: 09، 35۔

24۔الھمزہ: 03، 02، 01، 104،

ابو سعید خدری ،612ء میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔693ء میں وفات پائی۔ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔ فقہ اور علم حدیث میں مہارت رکھتے تھے ۔

[25]۔ قشیری، مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح للمسلم (مترجم)، کتاب اللقطہ، (لاہور: فرید بک سٹال)، رقم الحدیث 4517۔

[26] ۔النساء:04/58۔

[27] ۔النحل،26/90۔

[28] ۔ صحیح مسلم، رقم الحدیث 101۔

[29] ۔ صحیح مسلم، رقم الحدیث 4123۔

[30] ۔ آل عمران:03/130۔

[31] ۔التوبہ:09/130۔

[32]۔ سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث 2443۔

[33] ۔ جامع ترمذی، رقم الحدیث 1209۔

[34] ۔ صحیح مسلم، رقم الحدیث 1033۔

[35] ۔الحشر:59/07۔

[36] ۔التوبہ:09/103۔

[37] ۔ المطففین:83/1-3۔

[38] ۔ جامع ترمذی، رقم الحدیث 1209۔